رجسٹرڈ نمبر آصفیہ (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ے
ششماہی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ے

قیمت فی پرچہ (۲)

ہفتہ وار
# مملکت

ایڈیٹر:- میر حسن الدین
مینجنگ ایڈیٹر:- عابد حسین

رجسٹرڈ نمبر آصفیہ (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ے
ششماہی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ے

قیمت پرانا پرچہ (۴)

جلد ۹ | ۲۱ مہر ۱۳۵۸ ف | ۲۵ شوال ۱۳۶۸ھ روز یکشنبہ | ۲۱ اگست ۱۹۴۹ء | نمبر ۱۹

## ہندوستان کی خارجی حکمت عملی

### نظریہ اور عمل

ہندوستان جس خارجی حکمت عملی پر کار بند ہے در حقیقت وہ نہیں ہے جو کانگریسی قائدین اور ہندوستان کے اخبار سمجھ رہے ہیں۔ تقاریر میں اور اخباری تبصروں میں یہ فرض کیا جاتا ہے کہ ہندوستان جس خارجی حکمت عملی پر کاربند ہے وہ حسب ذیل ہے۔ (۱) ہندوستان کو بجائے خود امریکی یا روسی بلاک میں شریک نہ ہونا چاہیئے (۲) اجتماعی ضمانت کی تائید کرکے ہندوستان اقوام متحدہ کے ذریعہ بین الاقوامی امن کے لئے کام کر رہا ہے۔ ہندوستان سب کا دوست ہے کسی کا دشمن نہیں۔ (۳) ہندوستان تمام محکوم ممالک کی آزادی کے لئے لڑ رہا ہے۔ خاص کر ایشیائی ممالک کے لئے۔ بغیر کسی بحث کے یہ سمجھا جا رہا ہے کہ ہندوستان اس پالیسی پر کام کر رہا ہے۔ ہندوستان کے باشندوں سے کوئی آج یہ نہیں کہہ رہا ہے کہ کسی ملک کی خارجی حکمت عملی اس کی مرضی پر منحصر نہیں بلکہ اس کی جغرافی حیثیت۔ اس کی صنعتی ترقی، اس کے معاشی وسائل اور امکانات پر منحصر ہوتی ہے۔ امریکہ دنیا کا سب سے بڑا دولت مند ملک ہے تاہم ایک امریکی مبصر کا بیان ہے کہ سیاسیات عالم میں بے عملی سے نہیں بلکہ بروقت مداخلت سے امریکہ جنگ سے بچ سکتا ہے اور یہ کہ امریکہ کے دوستوں کی قوت خود امریکہ کی قوت ہے۔ کوئی ہندوستانی اخبار یہ نہیں بتا رہا ہے کہ ہندوستان کی آبادی غذا کی قلت سے دوچار ہے اور درآمدات کے ذریعہ اس قلت کو پورا کیا جا رہا ہے۔ اس کی صنعتیں ترقی یافتہ نہیں۔ ان معاملات میں ہندوستان کسی دوسرے ملک کے لئے تقویت کا باعث نہیں ہو سکتا۔

ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت نہرو اس حقیقت سے واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ ہندوستان کے معاشی وسائل کو ترقی دینے کے لئے دوسرے ممالک کی امداد ناگزیر ہے۔ اگر سویٹ روس سے مدد لی جائے تو کامن ویلتھ کے حقوق و فرائض کے بجائے ہندوستان روس کے زیر اثر آ جائے گا۔ برطانیہ اور امریکہ کو ہندوستان کی مادی ترقی سے دلچسپی ہے لیکن عوام سے یہ بات کہنا مشکل ہے۔ سرکاری رائے اور عوام کی رائے میں ہندوستان کے موجودہ حالات کے تحت ایک وسیع خلیج حائل ہے۔ تمام سیاسی اور معاشی مسائل سے متعلق عوام کی رائے وہی ہے جو کانگریس کی رائے ہے۔ یہ کہنا صحیح نہیں کہ آج کانگریس پارٹی قطعی طور پر برطانیہ کی مخالف ہے لیکن اچانک عمر بھر کی عادت کو بدلنا بھی مشکل ہے۔ ہندوستانی اخبارات جو کشمکش آزادی میں کانگریس کے ساتھ تھے اب بھی اسی منفی نقطۂ نظر کے حامل ہیں۔ کوئی انگریز جب ہندوستان آتا ہے تو اس کے خلاف تلخی کا اظہار نہیں کیا جاتا لیکن ایسے لوگ صرف کاروباری حلقوں میں گھومتے ہیں اور کانگریسی کارکنوں سے بہت کم ملتے ہیں۔

ایک صدی سے زیادہ ایک اوسط ہندوستانی نظم و قانون کے تحت رہا ہے۔ اس کو کسی بیرونی حملہ سے سابقہ نہیں پڑا اور وہ یہ سمجھنے کی طرف مائل ہے کہ وہ ایک ایسے ذیلی براعظم کا باشندہ ہے جو بیرونی حملہ سے محفوظ ہے۔ ایک مدت سے وہ سنتا آ رہا ہے کہ ہندوستان ایسی جنگوں میں گھسیٹا گیا جن سے اس کو تعلق نہیں تھا۔ خارجی حکمت عملی سے متعلق رائے عامہ کو بدلنا بہت دشوار ہے کیونکہ ہر موقع پر برطانیہ سے تعلقات کا مسئلہ پیش آ جاتا ہے۔ اخبارات میں اس موضوع پر جو بحث ہوتی ہے وہ زیادہ تر تصوری ہوتی ہے اور یہ لکھا جاتا ہے کہ ہندوستان کو کیا کرنا چاہیئے۔ یہ کوئی نہیں بتاتا کہ خارجی حکمت عملی کے تصور میں چند پابندیاں اور ذمہ داریاں بھی شامل ہیں اور یہ ذمہ داریاں کسی قوم کی طاقت کی مناسبت سے ہوتی ہیں۔ پنڈت نہرو نے اشتراکیت سے ہٹ کر خانگی صنعتی سرگرمیوں کو بڑھانے کی جو کوشش کی اس سے کانگریس کی صفوں میں گڑبڑ مچ گئی۔ پنڈت نہرو کا یہ انتباہ کہ ہندوستان اپنے خیالات دوسری قوموں پر مسلط نہیں کر سکتا بہت کم لوگ سمجھ سکے۔ جمہوریہ چین کی تخلیل، شمالی مشرقی چین پر کمیونسٹوں کا تسلط، سنکیانگ اور کشمیر کی سرحدوں کی طرف روس کا مسلسل دباؤ، روس اور ایران کی سرحد کی صورت حال، اور برما میں انتشار یہ ایسے حقائق ہیں جو ہندوستان کی وزارت خارجہ کے لئے قابل غور ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ جنوب مشرقی ایشیا، کا جس میں ہندوچینی اور انڈونیشیا بھی شامل، استحکام ضروری ہے۔ اگرچہ توقع رکھنا کہ پنڈت نہرو فرنچ اور ڈچ حکومتوں کی تائید کریں

# مملکت

۲۱ مہر ۱۳۵۸ ف


## عسکر یار جنگ کی ذمہ داریوں میں اضافہ

جب ہم نے پہلی مرتبہ اخبارات میں یہ خبر پڑھی تھی کہ انگلستان کے مشہور بیرسٹر مسٹر جی۔ ڈی۔ رابرٹس کو بیگم قاسم رضوی نے اپنے شوہر کی جانب سے پیروی کے لئے مقرر کیا ہے تو ہمیں یہ گمان گزرا تھا کہ بیگم قاسم رضوی کی خواہش شاید ہی پوری ہو سکے بیان کیا جاتا ہے کہ جب مسٹر رابرٹس کراچی پہنچے تو انہوں نے ہندوستانی ہائی کمشنر برائے پاکستان سے اپنی کراچی آمد کی غائت بیان کرتے ہوئے حکومت ہند سے پیروی کی اجازت مانگی۔ اخبارات کا بیان ہے کہ مسٹر رابرٹس کو جواب دیا گیا کہ اس مسئلہ کا تعلق حکومت حیدرآباد سے ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ میجر جنرل چودھری دہلی گئے ہوئے تھے۔ ایک طرف سے میجر جنرل چودھری حیدرآباد پہنچے اور دوسری طرف سے مسٹر رابرٹس حیدرآباد آئے۔ دونوں کی ملاقات ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ میجر جنرل چودھری نے مسٹر رابرٹس سے کہا کہ انھیں اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ اس کا تعلق ہائیکورٹ سے ہے جہاں مسٹر رابرٹس جائیں تو درخواست دے سکتے ہیں۔ مسٹر رابرٹس نے ہائیکورٹ میں سند وکالت کے لئے درخواست پیش کی جس کو اس بنا پر مسترد کیا گیا کہ درخواست گزار اردو سے ناواقف ہیں۔

جہاں تک قانون کے الفاظ کا تعلق ہے ہائیکورٹ کا یہ فیصلہ صحیح ہے کیونکہ قانون وکلا میں اردو دانی کا لزوم ہے لیکن جہاں تک ملزمین کو قانونی سہولتیں عطا کرنے کا تعلق ہے سابقہ میر مجلس صاحبان عدالت العالیہ کے وہ احکام درست معلوم ہوتے ہیں جس کے ذریعہ مسٹر نارائن، مسٹر گرانٹ، ڈاکٹر سر ہری سنگھ گور، سر الادی کرشنا سوامی، مسٹر بی۔ ایل۔ مترا، مسٹر پی۔ این۔ سرکار، مسٹر محمد علی جناح اور مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی کو پیروی کی اجازت دی گئی تھی اور مقدمات عدالت میں مباحث انگریزی میں سماعت کئے گئے تھے۔ یہ صرف ہماری اپنی رائے نہیں بلکہ اگر کبھی

خواہاں انڈین یونین کی بھی یہی رائے ہے جو یہ محسوس کر رہی ہے کہ چیف جسٹس مسٹر اپینزر ناگنگ(?) نے مقامی قانون کے ہر لفظ کا احترام اپنے فیصلہ میں ضرور ملحوظ رکھا لیکن انڈین یونین کے وقار اور نیک نامی کو پیش نظر نہیں رکھا۔ بہرحال ہم اس حقیقت سے واقف نہیں ہیں کہ انڈین یونین یا حیدرآباد کی حکومتیں عدالتی معاملات میں مداخلت نہیں کیا کرتیں وہ تو یہی سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہوا عاملہ کے مشورہ سے ہوا۔ بہتر ہوتا کہ چیف جسٹس عوامی نفسیات کا بھی تھوڑا بہت لحاظ فرماتے۔

اس مرحلے سے گزر جانے کے بعد مسٹر رابرٹس نے عدالت خصوصی میں درخواست پیش کی کہ ضابطہ فوجداری کی اس دفعہ کی تحت انھیں پیروی کی اجازت دی جائے جس میں یہ مرقوم ہے کہ اگر عدالت چاہے تو ایک ایسے شخص کو بھی جو وکیل نہیں ہے ملزمین کی پیروی کے لئے اجازت دے سکتی ہے اپنی درخواست کی تائید میں مسٹر رابرٹس نے بمبئی ہائیکورٹ کے دو مرافعہ فیصلے بطور نظیر پیش کئے۔ ایک وہ جس میں ہائیکورٹ نے ایک انسپکٹر پولیس کو ملزم کی جانب سے پیروی کی اجازت دی تھی دوسرا وہ جس میں اسی ہائیکورٹ نے ایک منتظم اسٹیٹ کو اسی قسم کی سہولت عطا کی۔ مسٹر رابرٹس کے استدلال کا نچوڑ یہ تھا۔

> میں بیرسٹر ہوتے ہوئے ضابطہ فوجداری کی متذکرہ بالا دفعہ کے تحت اجازت کا خواہاں ہوں مجھے یقین ہے کہ اگر عدالت اپنا اختیار تمیزی ملزم کے حق میں استعمال کرتے ہوئے مجھے پیروی کی اجازت دے تو انصاف رسانی کے راستہ میں ایسی اجازت رکاوٹ ثابت نہ ہوگی۔ مزید برآں ملزم کی بیوی کو یہ طمانیت حاصل رہے گی کہ ان کا منتخبہ وکیل ان کے شوہر کی قانونی امداد کر رہا ہے۔

اس درخواست کو مسترد کرتے ہوئے عدالت خصوصی نے فیصلہ صادر فرمایا کہ جب مقامی طور پر قابل وکلا دستیاب ہو سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ مسٹر رابرٹس کو اجازت دی جائے۔ اگرچہ جیسا کہ خود مسٹر رابرٹس نے عدالت کے روبرو بیان کیا اردو زبان سے ناواقفیت عدالت خصوصی کی حد تک مانع اجازت نہیں کیونکہ اس معزز عدالت کی زبان انگریزی ہے۔ خود عدالت کے صدر مسٹر پنٹو اور وکیل سرکار مسٹر راجی راج اردو زبان سے ناواقف ہیں۔

اگر عدالت خصوصی کا یہ فیصلہ صحیح ہے کہ چونکہ مقامی طور پر قابل وکلا دستیاب ہو سکتے ہیں لہذا مسٹر رابرٹس کو اجازت دینا غیر ضروری ہے تو اس کا منطقی نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ آئندہ بمبئی، دہلی، مدراس، کلکتہ، الہ آباد، پٹنہ، ناگپور اور دیگر بڑے مقامات میں کسی غیر ہندوستانی وکیل کو آئندہ سے سند وکالت یا پیروی کی اجازت نہیں دی جائے گی کیونکہ ان مقامات پر ایک سے ایک بہتر وکیل اور بیرسٹر موجود ہیں۔

اس استدلال کو ذرا سی وسعت دی جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حیدرآباد میں قابل سے قابل ہندو عہدہ داران عدالت موجود ہیں تو کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ مسٹر پنٹو کو اس مقدمہ کی سماعت کے لئے ان کے وطن مالوف سے حیدرآباد آنے کی زحمت دی جائے؟ اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ مسٹر پنٹو بمبئی ہائیکورٹ کے قابل جسٹس بھی رہ چکے ہیں۔ نیز جب حیدرآباد میں بہتر سے بہتر ایسے ہندو وکلا موجود ہیں جو وکیل سرکار کے فرائض بوجوہ احسن انجام دے سکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ مسٹر راجی راج اپنا وطن چھوڑ کر حیدرآباد آنے کی زحمت فرمائیں۔ اگر یہ حضرات آ سکتے تھے کیونکہ وہ انڈین یونین کے باشندے ہیں تو مسٹر رابرٹس بھی اس لئے آ سکتے تھے کہ وہ ایک عظیم برادری کامن ویلتھ کے باشندے ہیں۔ اس کامن ویلتھ کا ہمارا محبوب وطن انڈین یونین بھی ایک رکن ہے۔ اگر حضرت نہرو انڈین یونین کو کامن ویلتھ سے علیحدہ کر لیتے تو شاید مسٹر پنٹو کا استدلال صحیح

ہمیں افسوس ہے کہ عدالت خصوصی نے اپنے اختیار تمیزی کو مسٹر بار برٹس کے حق میں استعمال نہیں کیا۔ لیکن ہمیں حیرت اس لئے نہیں ہوئی جیسا کہ ہم نے ابتداء میں عرض کیا ہے کہ ہمارا وجدان کہتا تھا کہ بیگم قاسم رضوی کی خواہش پوری نہ ہوگی۔ ہماری رائے میں مسٹر بار برٹس کو پیروی کی اجازت دینے کے لئے سب سے اہم وجہ یہی ہوسکتی تھی کہ وہ نہ تو انڈین یونین کے باشندے ہیں اور نہ پاکستان کے بلکہ ایک تیسرے ملک سے آئے ہیں۔ اس اعتبار سے وہ اس وقتی برعظم کے مروجہ تعصبات اور اثرات سے پاک ہیں۔

ہمارے قارئین واقف ہیں کہ ہمیں ملزم سے شخصی طور پر کوئی دلچسپی یا واسطہ نہیں ہے لیکن ملزم کی بیوی کی خواہش کو مسترد کرنا درست نہیں معلوم ہوتا۔ بہرکیف ملزم اور ان کی بیوی کو مطمئن ہوجانا چاہئیے کہ نواب عسکر یار جنگ ایک دیانت دار، فرض شناس اور خدا ترس وکیل ہیں جن کی ذمہ داریوں میں اب اس وجہ سے اضافہ ہوگیا ہے کہ ملزم کو مسٹر بار برٹس کی امداد حاصل نہیں ہے۔

# انجمن زرعی امداد باہمی

## نواب مہدی نواز جنگ کا بیان

نواب مہدی نواز جنگ صدر انجمن زرعی امداد باہمی نے حسب ذیل بیان بغرض اشاعت جاری کیا ہے۔

یہ امر باعث تشفی ہے کہ مقامی اخبارات امداد باہمی کی تحریک سے دلچسپی لے رہے ہیں۔ اس کا اظہار اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ حیدرآباد انجمن زرعی امداد باہمی کی تشکیل کے بعد سے شخصی خیالات کی تشہیر کی جارہی ہے۔ امداد باہمی جیسی ایک تعمیری کی تحریک پر ایسے وقت پر ضروری توجہ کرنا ایک نیک شگون سمجھنا چاہئیے جب کہ قومی آزادی کو ترقی پذیر خیالات اور عمل کے لئے کام میں لانا ہے جہاں اس گرمجوشی کی قدر کرنی ضروری ہے جو صحافت کے ایک طبقہ نے امداد باہمی کی تحریک کے تعلق سے بتلائی ہے وہاں یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ انجمن کے ساتھ قریبی ربط قائم ہوجائے تو اس سے واقعات کو بہتر طریقہ پر سمجھنے اور تعمیری تنقید و تبصرہ کرنے میں مدد ملے گی۔ ان مدیران جرائد سے بحث و تمحیص اور تبادلہ خیالات کے ذریعہ استفادہ کرنے کے مدنظر جو امداد باہمی پر مضامین لکھتے رہتے ہیں، اور ایک حالیہ بیان پر دستخط کرنے والے حضرات مسٹر ہری لال داگھرے، مسٹر دکھشنا چاری (شو را نیو را) مسٹر ہنمنت راؤ (رانچور) مسٹر لکشمی نرسمہا راؤ (ورنگل) مسٹر ایم۔ ایل۔ گپتا، مسٹر سندر راج، مسٹر پلی راجو، مسٹر مادھو راؤ (انوری) اور مسٹر ڈی۔ آر۔ جوگل (لاتور) اور صحافتی نمائندوں کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ بتاریخ ۱۶ اگست روز جمعہ شام کے ۵ بجے بمقام مرکزی کواپریٹیو یونین ہال موقعہ توپ کا سانچہ زحمت فرمائیں تاکہ انجمن زرعی امداد باہمی حیدرآباد کی بورڈ کے ارکان سے ملاقات ہوجائے۔ انفرادی دعوت نامے علیحدہ روانہ کئے گئے ہیں جن اصحاب کو دعوت نامے وصول نہ ہوں وہ براہ کرم اس کو دعوت تصور کر کے بتاریخ مقررہ ہر کانفرنس میں شرکت فرمائیں۔

## عوام کے لئے غذا کے انتظامات

رکن رسد مسٹر پی۔ راج کرشنا راؤ نے آج صبح اضلاع کے سیول ایڈمنسٹریٹروں کو مخاطب کرتے ہوئے ان پر یہ ذمہ داری عائد کی کہ وہ اپنے اپنے ضلعے میں ایک شخص کو بھی بھوکا نہ رہنے دیں۔ موصوف نے فرمایا کہ انھوں نے سیول ایڈمنسٹریٹروں کو یہ لے طلب کیا ہے کہ ۵۰-۱۹۴۹ء کے لئے غلہ حاصل کرنے کا ابتدائی اندازہ قائم کیا جائے اور اس پر غور کیا جائے کہ اس اندازے کے مطابق غلہ جمع کرنے کا بہتر طریقہ کیا ہوگا۔

مسٹر کرشنا راؤ نے فرمایا کہ ریاست کو اب کے سال (۳۰) لاکھ پلے یا (۳) لاکھ ٹن اناج درکار ہوگا۔ مختلف اسباب کی بناء پر غلہ حاصل کرنے کی مہم پوری طرح اطمینان بخش نہیں رہی سنہ ۴۸-۱۹۴۷ء میں (۲۷) لاکھ پلے غلہ جمع کیا جاسکا تھا اور اس سے بھی پہلے ایک سال (۲۶) لاکھ پلے غلہ جمع ہوا تھا۔

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ غلے کی وصولی کے امکانات ہیں۔ اب تک موسم اچھا رہا ہے اور موصوف کے نزدیک کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ اگر غلے کے حصول کے انتظامات مکمل ہوں اور کنٹرول ہوشیاری اور مستعدی کے ساتھ روبہ عمل لایا جائے تو خاطر خواہ نتیجے حاصل نہ ہوسکے۔ جہاں تک غلہ جمع کرنے کا تعلق ہے ایک تو لیوی کا طریقہ ہے دوسرا غلہ خریدنے کا۔ کنٹرول کے متعلق رکن رسد نے یہ خیال ظاہر فرمایا کہ مختلف کنٹرول سختی کے ساتھ نافذ کئے جائیں اور نہ صرف ریاست کے باہر بلکہ ریاست کے اندر بھی غلے کو منتقلی کے بارے میں قواعد وضوابط پر ہوشیاری اور احتیاط کے ساتھ عمل کیا جائے۔ رکن رسد نے فرمایا کہ وہ یاد کرتے ہیں کہ اب بھی بڑے زمینداروں اور بیوپاریوں کے قبضہ میں اناج کے ذخیرے ہیں اور وہ انھیں اس وقت تک نکالنا نہیں چاہتے جب تک کہ وہ ان کی بڑھی چڑھی قیمتیں حاصل نہ کرلیں۔
یہ بات تشویشناک ہے۔ کیونکہ پیداوار کا ۹۲ فیصد حصہ بڑے زمینداروں سے حاصل ہوتا ہے اور وہی غذائی صورت حال پر اثر ڈال سکتے ہیں۔ چھوٹے کاشتکاروں سے صرف (۸) فیصد غلہ حاصل ہوتا ہے۔ رکن رسد نے سیول ایڈمنسٹریٹر صاحبان سے خواہش کی کہ وہ ذخیرہ اندوزی، چور بازاری، خفیہ برآمد، خانگی خرید و فروخت اور دوسری بے ضابطگیوں کے خلاف اپنی مہم میں کسی رعایت سے کام نہ لیں۔

چیف سیول ایڈمنسٹریٹر مسٹر ڈی۔ ایس۔ باکلے نے اس کانفرنس کا افتتاح فرمایا۔ آپ نے اپنی تقریر میں کنٹرول کی غرض و غایت واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہر شہری غذائی اجناس کی معقول مقدار واجبی قیمت حاصل کرسکے۔ اغذیہ پر کنٹرول ان امور کے کنٹرول پر مشتمل ہوتا ہے۔ (۱) رسد (۲) منتقلی (۳) قیمتیں (۴) تقسیم (۵) صرف۔ رسد کا مسئلہ غلے کے حصول سے گہرا تعلق رکھتا ہے اور بچت کے رقبہ سے کمی کے رقبہ میں نیز کاشتکار کے پاس سے غیر کاشتکار کے پاس دیہات سے شہروں میں اور بچت کے ضلعوں سے کمی کے ضلعوں میں غلہ پہنچانے کے لئے موثر تنظیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ منتقلی پر کنٹرول کے متعلق چیف سیول ایڈمنسٹریٹر صاحب نے ہدایت فرمائی کہ ایسے مقامات پر جہاں سے غلہ کی چوری سے روانہ کئے جانے کا اندیشہ ہو ضروری عملہ نگرانی کے لئے متعین کیا جائے۔ قیمتیں کاشتکار، تھوک فروش اور خردہ فروش اور صارفین سب کے لئے واجبی ہوں۔ چونکہ غلہ کی منصفانہ تقسیم کا واحد طریقہ راشننگ ہے اس لئے چیف سیول ایڈمنسٹریٹر صاحب نے اس کی توقع ظاہر کی کہ دس ہزار سے زاید آبادی والے تمام قصبوں میں راشن بندی نافذ کی جائے گی۔ غذا کو ضائع ہونے سے بچانے کی ذمہ داری صارفین پر عائد ہوتی ہے اور اس سلسلہ میں چیف سیول ایڈمنسٹریٹر صاحب نے اس بات پر خاص طور پر زور دیا کہ چوبیس سے زیادہ اشخاص کی دعوت نہ کرنے کے احکام کی سختی کے ساتھ پابندی کرائی جائے۔

# سیاسی نمک پارے

از

## کشاف

لا تنقید :-

ہم مجلس امداد مصیبت زدگان کے کارکنوں کو اس جانب متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اب تک کے آمد و خرچ کا حساب جلد از جلد عوام کے آگے پیش کر دیں، اس لئے کہ ہم تک جو اطلاعیں پہونچی ہیں اُن سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض مستحقین کو مدد دینے کے بجائے احباب پروری ہی کی جا رہی ہے اور ایک خاصی بڑی رقم بیجا طور پر صرف کر دی گئی ہے۔

(آفتاب سہ روزہ ۱۲ ستمبر)

---

ایک معاصر لکھتا ہے کہ :-

مسٹر یونس سلیم نے جو ایک غیر جماعتی لیڈر ہیں اتحاد المسلمین کے لیڈروں سے جیل میں ملاقات کی۔

غیر جماعتی لیڈر جیسے بے فوج کے سپہ سالار :-
اکیلے پھر رہے ہیں یونس بے کارواں ہو کر

---

مسٹر یونس سلیم اپنے ایک بیان میں کہتے ہیں :-

میں اور میرے بعض ساتھیوں نے جب کبھی دہلی اور حیدرآباد میں حکومت کے ارکان سے حیدرآباد کے مسائل پر گفتگو کی تو ہر مرتبہ یہ محسوس ہوا کہ اتحاد المسلمین کی باضابطہ تحلیل نہ ہونے سے مسلمانوں کو شبہ کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے۔

ارباب حکومت تک اپنی رسائی ظاہر کر کے مسٹر یونس سلیم عوام کو ہرگز مرعوب کرنا نہیں چاہتے۔ مجلس کی باضابطہ تحلیل کے بعد کہیں مجلس کے اثاثہ کی بے ضابطہ تحلیل نہ ہو جائے۔

---

معاصر "آواز" تحریر کرتا ہے کہ :-

بعض سرپرستوں نے ہمیں اطلاع دی ہے کہ مدرسہ وسطانیہ کولسی گوڑہ میں بعض جماعتوں کے طلبہ کو زمین پر بٹھایا جاتا ہے اور ان کے لئے فرنیچر کا کوئی انتظام نہیں ہے۔

ان سرپرستوں کو محسوس کرنا چاہیئے کہ بچوں کو تعیشات سے محفوظ رکھنے کا یہ کس قدر موثر طریقہ ہے۔

---

حیدرآباد میں آرٹ کے خزانے (اخباری سُرخی)

گر یہ سارے خزانے نظام جاگیرداری کے یادگار ہیں۔

---

ماسکو میں مصنوعی بارش (اخباری سرخی)

معلوم ہوتا ہے کہ ماسکو میں ہر چیز مصنوعی ہوتی ہے حتیٰ کہ کمیونزم بھی۔

---

ایک اخباری اطلاع ہے کہ :-

لوہے کے کارخانہ کے مشہور شہر جمشید پور کے چار وہ بے کش ماہو کاروں کو تقریباً تین لاکھ روپے سالانہ سود ادا کرتے ہیں۔

سود کو حرام نہیں تو کم از کم قانوناً ممنوع قرار دیا جائے۔ اشتراکی لیڈروں کے لئے لمحۂ فکر۔

---

سوشلسٹ لیڈر مسٹر جے پرکاش نرائن نے ایک بیان میں فرمایا :-

مجھے بتایا گیا ہے کہ حیدرآباد کا سمجھدار طبقہ سوشلسٹ پارٹی میں حصہ لے رہا ہے۔

اس کا ثبوت یہ ہے کہ نظام آباد کے حسن خاں شمسی مدیر "حمایت دکن" بھی اس پارٹی میں کافی غور و خوض کے بعد شریک ہو گئے ہیں۔

---

دکن کرانیکل اور رہنما ہفتہ وار نے اپنے اداریوں میں مسلم صحافت سے دریافت کیا ہے کہ :-

لیاقت علی خاں نے عید کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے انڈین یونین کے خلاف جو الزام عائد کیا ہے اس کی نسبت مسلم صحافت کی خاموشی سے یہ نتیجہ کیوں نہ نکالا جائے کہ حیدرآباد کی مسلم صحافت پاکستان کے زیر اثر ہے۔

چونکہ غریب "مملکت" "پاکستانی گروہ صحافت" میں شامل ہونا نہیں چاہتا اس لئے ان ہر دو معاصرین کی اطلاع کے لئے اعلان کرتا ہے کہ پولیس ایکشن کے بعد کسی مسلمان کا قتل ہوا نہ کوئی مسلمان عورت بیوہ ہوئی، نہ بچے یتیم ہوئے، نہ مسلمانوں کے مکانات اور دوکانات لوٹ لی گئیں۔ اور نہ ان کے وسائل معیشت چھینے گئے۔ اُمید ہے کہ اس اعلان کے بعد ہمارا پوزیشن محفوظ ہو گیا ہے۔ آزادی صحافت زندہ باد !!

---

یونائیٹیڈ پریس کی اطلاع ہے کہ :-

ریاست میسور کی مجلس دستور ساز نے ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں یہ سفارش کی گئی ہے کہ مرکزی مجلس دستور ساز کی ایک کمیٹی ریاستوں کے لئے ایک نمونہ کا دستور مرتب کر رہی ہے اس لئے میسور کے دستور کی تدوین ملتوی کر دی جائے۔

مگر سوامی جی مرکز کے کسی نمونہ کو قبول کرنے تیار نہیں۔ وہ حیدرآباد کے چالیس لاکھ روپے صرف کرانے پر مصر ہیں۔

---

# میثاق اوقیانوس

## اور دفاعی منصوبے

ممالک متحدہ امریکہ کی فوج کے جنرل چیفس آف دی اسٹاف سے معاہدہ اٹلانٹک کی فوجی تنظیم سے تعلق رکھنے والی تیاریوں پر لندن میں اپنی گفتگو مکمل کی۔ باور کیا جاتا ہے کہ منعقدہ داری گروپ بندی کے پلان پیش نظر ہے۔

آج بھی ان فوجی عہدہ داروں سے ڈنمارک اور ناروے کی دفاعی اعلیٰ عہدہ داروں سے ملاقات کی جو اس مقصد کے لئے لندن آئے ہوئے تھے باور کیا جاتا ہے کہ اٹلانٹک اور امریکہ کا مشترکہ پلان امریکہ اور برطانیہ کے دفاعی افسران اعلیٰ کی کل کی کانفرنس میں تیار کر لیا گیا ہے۔

امریکی جوائنٹ چیف آف دی اسٹاف اجلاس ... نے کہا کہ ہم نے برطانیہ، ڈنمارک اور ناروے کے اعلیٰ افسروں کے ساتھ بہت اچھی ملاقات کی اور ہم ایک مکمل سمجھوتہ پر پہنچ گئے۔ امریکی فوجی ہیڈکوارٹر ... جنرل بریڈلے نے کہا کہ وہ ابھی تک کسی قطعی نتائج پر نہیں پہنچے ہیں مگر چند بہت اچھے خیالات آپس میں معلوم کئے گئے ہیں انہوں نے کہا کہ ان کا مقصد ایسی معلومات حاصل کرنا ہے کہ وہ ممالک متحدہ امریکہ کی حکومت کو مشورہ دے سکیں اس قسم کی گفتگو کے لئے تینوں امریکی فوجی عہدہ دار پیرس روانہ ہو رہے ہیں جہاں فرانس، بلجیم، ہالینڈ اور پرتگال کے دفاعی اعلیٰ افسروں سے گفتگو کی جائے گی۔

رائٹر کا سیاسی نامہ نگار کہتا ہے کہ اگرچہ سرکاری ذرائع بالکل خاموش ہیں کیونکہ دوسرے ممالک کے خیالات ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے ہیں مگر صحیح خیال ہے کہ یہ بالکل یقینی ہے کہ معاہدہ اٹلانٹک پر دستخط کرنے والی بارہ اقوام میں منطقہ داری گروپ بندی کا ایک پلان مرتب کر لیا گیا ہے۔ ڈنمارک اور ناروے اسکینڈی نیویا کے گروپ میں رہیں گے۔ فرانس، برطانیہ، ہالینڈ، بلجیم اور لکسمبرگ کا مغربی یورپی گروپ اسی طرح ہو رہا ہے۔ جس کے سپہ سالاران اعلیٰ کی کمیٹی کے صدر فیلڈ مارشل وائی کونٹ ماؤنٹگمری ہیں۔ بحیرہ روم کے گروپ کی نسبت بحث ہو رہی ہے قرین قیاس ہے جس میں اٹلی، پرتگال اور شاید فرانس بھی شامل رہے۔

ممالک متحدہ امریکہ اور کینیڈا ابھی سے ہی اہمیت رکھنے والا اٹلانٹک گروپ قائم ہو گا اسی گروپ میں آئس لینڈ کو بھی شامل ہو جانا بالکل قرین قیاس ہے کہ اس کی سرزمین پر کوئی فوجی بھیجی نہ رہے گی۔

سمجھا جاتا ہے کہ اس گفت و شنید کے دوران میں اٹلانٹک معاہدہ کی دفاعی تنظیم کی نسبت کوئی فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔ یہ گفت و شنید دستخط کرنے والی اقوام کی ایک آئندہ کانفرنس کے لئے رہنمائی کا کام دے گی۔

جنرل بریڈلے نے کہا کہ شمالی اٹلانٹک معاہدہ کی متعلقہ بارہ اقوام کی توثیق ہونے کی تاریخ سے ایک سال کے اندر ایک فوجی تنظیم عمل میں آ جائے گی چونکہ مغربی یونین کے دستخط کنندگان شمالی اٹلانٹک اتحاد کے ارکان ہیں لہذا اس کا امکان ہے کہ یہ بارہ قومی اتحاد مغربی یونین پر سبقت لے جائے۔

فرانسیسی کمیونسٹ امریکی "جنگی مشن" کے خلاف ایک بڑے مظاہرہ کی تیاری کر رہے ہیں جب امریکہ کی فوجی افسر پیرس میں امریکی سفارت خانہ پر پہنچیں گے اس وقت یہ مظاہرہ کرنے کا منصوبہ ہے فرانسیسی وزارت داخلہ کی طرف سے پولیس کا معقول بندوبست کیا جا رہا ہے اور اس ضمن میں اس گفت و شنید کی مذمت کرتے ہوئے سارے شہر پیرس میں ہزارہا اشتہارات چسپاں کئے جا رہے ہیں۔

سوویٹ روس کے بحری اخبار "ریڈ فلیٹ" نے دو کالم پر مراسلے شائع کئے ہیں جو لندن پیرس میں نیویارک اور برلن کے نامہ نگاروں کے بھیجے ہوئے ہیں۔ یہ مراسلے امریکی افسران فوج کے دورے سے متعلق ہے سرکاری سوویٹ نیوز ایجنسی "طاس" نے جرمن سوویٹ منطقہ کی ایک نیوز ایجنسی کے تبصرہ کی نقل کی وہ تبصرہ یہ ہے کہ ان چیفس آف دی اسٹاف کی کانفرنسوں نے بتلا دیا ہے کہ کس مقصد کے لئے جرمنی میں پھوٹ کی تیاری کی گئی تھی۔ جرمنی جدید جنگ کی تیاری کے لئے ایک مرکز اور مورچہ ہے۔

اخبار "پراودا" کے چیف ایڈیٹر ڈیوڈ زلوسکی نے اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے لکھا کہ "امریکی جنرل ہٹلر کے راستے پر اس کے نقشوں کو ہی خود فریبی کارناموں کا وہی گھمنڈ اور وہی خطرات مول لیتے ہوئے چل رہے ہیں۔"

"چیفس آف دی اسٹاف جو اٹلانٹک معاہدہ کی دفاعی مباحث کے لئے یورپ آئے ہوئے ہیں ایک دم راستہ بھٹک گئے ہیں انہوں نے اپنے آپ کو ذرا بھی ... پایا شہر یورپی نقشوں کے بموجب اٹلانٹک کی لہر والے سے ہم آغوش نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ جنرل بریڈلے اور جنرل

---

ڈنمارک، ناروے، اسرائیل اور ایران امریکی انفلیٹ ... کے ساتھ یورپ کے وعدہ کر رہے ہیں جنہیں اٹلانٹک کا عیب نقشہ ہے۔

## حیدرآباد کے نظم و نسق میں تبدیلی کا کوئی امکان نہیں

سکندرآباد ۱۰ اگست۔ یونائیٹڈ پریس آف انڈیا

کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ نئے سال کے شروع تک ریاست حیدرآباد کے نظم و نسق میں کوئی تبدیلی کی جائے گی اس کے علاوہ اسٹیٹ کانگریس کوئی دباؤ نہیں ڈال سکتی کہا گیا ہے کہ حیدرآباد کے کانگریسیوں کا ایک گروہ جو پہلے مخالف گروپ کہلایا جاتا تھا اب چاہتا ہے نظم و نسق میں رہ دوبدل ہو کانگریس کی قیادت میں تبدیلی چاہتا ہے۔ انتخابات کی سخت ضرورت سمجھتے ہیں ان کا یہ خیال ہے کہ حکومت میں نمائندگی کے لئے قائد کی آواز کا ایک اہم درجہ ہو گا کہا جاتا ہے کہ یہ گروہ جو سوامی رامانند تیرتھ صدر اسٹیٹ کانگریس کی قیادت کے خلاف اس کے سرگرم کار ہے یکم آگست والے کے انتخاب میں سوامی جی کھڑے نہ ہوں اس سلسلے میں کہا جاتا ہے کہ انھوں نے ایک تجویز کی ہے کہ سوامی جی اور رہنماؤں کے گروہ سے ایک شخص کھڑے ہوں لیکن صدارت کسی تیسرے شخص کو دے یہ بیان کیا گیا ہے کہ سوامی جی نے صاف کہا ہے کہ انہیں عہدہ کا کوئی لالچ نہیں مگر یہ عجیب لگتا ہے کہ اس کے لئے وہ خود فیصلہ نہیں کر سکتے کیونکہ اگر ایسی نازک دور میں عوام ان کی خدمات چاہتے ہیں تو وہ ان کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے اس کے علاوہ یہ بتلایا گیا ہے کہ جمہوریت میں انتخابات کے لئے ہر شخص کو کھڑے ہونے کا حق ہے اگر لوگ انہیں چاہتے تو وہ انہیں ایک ووٹ بھی نہیں دیں گے ان حالات میں پہلا مخالف گروپ آئندہ انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہا ہے امید ہے کہ سندھ میں کا انتخاب وسط ستمبر میں ہو جائے گا اور صدر کا وسط اکتوبر میں کانگریس انتخابات کے بعد حیدرآباد کا آئینی یونٹ اسمبلی کے لئے انتخابات شروع ہو جائیں گے جو سال رواں کے آخر یا آئندہ سال کے شروع میں کئے جائیں گے علاوہ ازیں مسٹر بی سرجیا بھائی پٹیل ریاستی وزیر حکومت ہند کی صحت اچھی نہیں ہے اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے قائدین اسٹیٹ کانگریس کو لکھا ہے کہ وہ طویل مباحثوں کو برداشت نہیں کر سکتے ان حالات کی بنا پر سیاسی حلقہ موجودہ حکومت یا اس کے عہدہ داران میں سال رواں تک تبدیلی کے لئے قیاس نہیں لگا سکتے۔ (ی۔ پ)

# ریاستوں کا مالیاتی انضمام

## کرشنا چاری کمیٹی کی سفارشات

ہندوستانی ریاستوں کے مالیہ کے سلسلہ میں رپورٹ مرتب کرنے کے لئے حکومت ہند نے گذشتہ اکتوبر میں جو کرشنا چاری کمیٹی قائم کی تھی اس نے تجویز پیش کی ہے کہ آئندہ اپریل تک تمام ریاستوں اور ریاستی یونینوں کے مالیہ کا انضمام ہندوستان کے دیگر علاقوں کے مالیہ کے ساتھ کردیا جائے۔

اس قسم کے انضمام کو قطعی اور ضروری بتلاتے ہوئے کرشنا چاری کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ آئندہ سنہ مالیہ کے آغاز یعنی یکم سنہ ۱۹۵۰ء سے مالیہ کے انضمام کا آغاز ہو اور اگست ۱۹۴۹ء سے قبل عمل میں لانے کی تجویز کی گئی ہے کیونکہ ان ریاستوں کا مالیہ اسی تاریخ سے شروع ہوتا ہے۔

کمیٹی کی رپورٹ میں میسور، بڑودہ اور دیگر ریاستی یونینوں کی تعلق صراحت کی گئی ہے۔ دیگر انضمام شدہ ریاستوں کا ذکر نہیں ہے۔ ناقابل انضمام ریاستوں یعنی کشمیر اور حیدرآباد کے متعلق ایک علحدہ ضمیمہ رپورٹ میں بحث کی جائے گی۔ ریاستوں اور ریاستی یونینوں کے مالیہ کے وفاقی انضمام کو کمیٹی نے مرکز اور ریاستوں کے تعلقات کے بارے میں جس کو دستور ہند کے مسودہ میں بھی شامل کیا گیا ہے۔ ایک اہم جز قرار دیا ہے۔ رپورٹ میں بتلایا گیا ہے کہ ان تعلقات کے بارے میں سب سے اہم نکات یہ ہیں کہ ہندوستان کی ایک ایسی یونین ہوگی جس میں تمام صوبے اور ریاستیں برابر کے حصہ داروں کی حیثیت سے شامل ہوں گی اور جس میں اقتدار عوام سے منتخب کیا جائے گا۔ ریاستوں کو صوبوں کے مساوی درجہ دیا جانے کے بعد مرکزی حکومت ریاستوں میں محض اس حد تک اور انہیں امور میں اپنے اختیارات کا استعمال کرسکے گی جو صوبوں میں اختیار کئے جاتے ہیں۔

کمیٹی نے بتلایا کہ معاشیات اور مالیات کے رجحانات سے پورے ملک میں یکسانیت پیدا کرنے کی خاطر مالیات کا یہ وفاقی انضمام ضروری اور لازمی ہے۔

اس رپورٹ کے لحاظ سے انضمام مختلف مراحل کے بعد مکمل ہوسکے گا۔ اول ریاستوں اور ریاستی یونینوں کی موجودہ معطلہ حکومت کو دو شعبوں میں منقسم کیا جائے گا جس میں صوبائی اور مرکزی شعبے کیا جائے گا۔ دوسرا یہ کہ مرکزی آمدنی کے ذرائع راست مرکز کی نگرانی میں لائے جائیں گے۔ تیسرے یہ کہ بعض مرکزی انتظامات رفتہ رفتہ صوبوں اور ریاستوں کو منتقل کئے جائیں گے۔ مرکزی آمدنی کے ذرائع حسب ذیل شعبوں پر مشتمل ہیں۔ محصول آمدنی، محصول کارپوریشن، کروڑگیری (دستوری محصول برآمد) مرکزی آبکاری، ریلوے، ٹپہ و ٹیلیگراف، ٹیلیفون، افیون کی کاشت برآمد کے لئے تیاری اور فروخت، املاک اور اثاثہ کی مالیت پر محصول (لیکن اس میں زراعتی اراضیات شامل نہ ہوں گی) کمپنیوں کے سرمایہ پر محصول اور نمک کا محصول۔

مرکزی اخراجات میں حسب ذیل امور شامل ہیں۔ دفاع۔ فضائی سرویس، تنقیحات، فلکیات، آثار قدیمہ کی تحقیقات، زمین کی طبقاتی پیمائش، تعمیر شوارع عام، دارالضرب اور تنقیح وغیرہ۔

کمیٹی نے جو سفارشات کی ہیں انکی تفصیلات اس طرح ہیں۔ محصول آمدنی۔ آئندہ سنہ مالیہ کے آغاز سے قانون محصول آمدنی کے تحت تمام علاقوں میں مرکزی حکومت کے ذریعہ محصول آمدنی وصول کیا جائے گا۔

مرکزی آمدنی کے جملہ ذرائع اور وفاقی خدمات اور ان کے متعلقہ سررشتہ جات فوراً مرکز کی تحویل میں لے لئے جائیں گے۔ البتہ کوچین اور ٹراونکور سے لئے صرف ٹپہ کی حد تک استثنیٰ دیا جائے گا۔

تنظیم تربیت اور عملہ کے سلسلہ میں جملہ امور کی طرف حکومت ہند فوری توجہ دیگی۔ حسابات اور تنقیح حسابات کے جملہ امور مرکزی حکومت اپنی تحویل میں لے لیگی۔ اس خصوص میں کمیٹی نے نصب ناظم حسابات حکومت ہند کے تحت ایک مددگار ناظم کے فوری تقرر کی سفارش کی ہے تاکہ ریاستی کاروبار کے شعبہ کی نگرانی کرسکے۔ آمدنی ریونیو انتظامات کی منتقلی کے دوران میں مرکزی حکومت ریاستوں کی آمدنی سے کچھ امداد دیگی کیونکہ ریاستوں [illegible] جو مالیاتی نقصان پیدا ہوگا اسکی پابجائی مرکزی حکومت کریگی اور یہ وقفہ محض اس لئے پیدا ہوگا کہ ریاستوں کی ریلوے آمدنی مرکز میں منتقل ہو جائے گی۔ ریاستی فوجوں کے اخراجات جن کا اصل مقصد ریاست کے تحفظ کے ساتھ اندرونی امن و امان برقرار رکھنا ہے وفاقی آمدنی سے برداشت کئے جائیں گے اور یہ عمل ان فوجوں کے موجودہ وفاقی [illegible] قلیل مدت میں مکمل ہو جائیں گے اس سے مرکزی حکومت کی طرف سے ضروری عہدہ داروں کی فراہمی ممکن ہونے تک یہ کام وفاقی سررشتوں ہی کے ذمہ رہے گا۔

معاوضہ۔ کسی وفاقی جائداد یا ذرائع آمدنی کے مرکز میں ختم ہونے کی بنا پر کوئی معاوضہ نہیں دیا جائے گا۔ کمیٹی نے یہ بتلایا ہے کہ یہ انضمام اور تمام اصلاحات حکومت ہند کے ساتھ ریاستوں کے لئے بھی سود مند ثابت ہوں گے اور ہندوستان ایک ایسی متحدہ وحدت میں تبدیل ہو جائے گا۔ (ی-پ-انڈیا)

## مندروں میں جبراً داخلے کی اجازت نہیں ہے

ہریجنوں کی سماجی پابندیوں کو دور کرنے اور انہیں مندروں اور دوسری عبادت گاہوں میں داخلے کا حق عطا کرنے کی غرض سے حکومت حیدرآباد نے حال ہی میں دو اہم دساتیر العمل منظور کئے ہیں۔ حکومت کا منشا یہ تھا کہ بعض سماجی قیود جن کا ذکر دستور العمل میں کیا گیا ہے دور ہو جائیں اور ہریجنوں پر محض ان کے اس طبقے سے تعلق رکھنے کی وجہ سے کوئی پابندی عائد نہ کی جاسکے۔ اسی طرح حکومت کا منشا یہ بھی تھا کہ ہریجنوں کو مندروں اور دوسری عبادت گاہوں میں داخل ہونے کا حق دیا جائے۔

بعض اطلاعوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مندروں میں داخلے کی نسبت حکومت کے منشا اور پالیسی کے متعلق بعض حلقوں میں کچھ غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے اور بعض ہریجن اس غلطی میں مبتلا ہیں کہ عبادت گاہوں میں جبراً داخلہ حاصل کرنا قانون کے خلاف نہیں ہے۔ حکومت یہ واضح کر دینا چاہتی ہے کہ ان دساتیر العمل کے ذریعے کسی فرد کو یہ حق نہیں دیا گیا ہے کہ وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے اور اگر اس حق کے استعمال سے کوئی دوسرا شخص اسے روکے تو وہ کسی جرم کا ارتکاب کرے۔ مثلاً اگر کوئی پجاری یا کوئی دوسرا شخص مندر میں ہریجنوں کے داخلے کو روکے تو داخل ہونا چاہنے والے اشخاص کو اس کا کوئی حق نہیں پہنچ سکتا کہ وہ کسی عبادت کے مقام میں داخلہ حاصل کرنے کی غرض سے حملہ، زد و کوب، ضرر وغیرہ جیسے جرائم کا ارتکاب کریں۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں مندر میں آزادانہ داخلے کو روکنے والا شخص خود ایک جرم کا مرتکب ہوتا ہے جو دستور العمل کی رو سے قابل سزا ہے۔ اگر ایسے واقعات پیش آئیں تو ہریجنوں کا فرض ہے کہ وہ عہدہ داران متعلقہ کے پاس رجوع ہو کر شکایت پیش کریں تاکہ خاطیوں کے خلاف کارروائی کی جاسکے۔ اگر ہریجن یہ طریقہ اختیار کرنے کی بجائے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے خود ہی کسی جرم کا ارتکاب کریں تو ان کے خلاف بھی اس قانون کے تحت مقدمہ چلایا جائے گا۔

## ہندوستان کی خارجی حکمت عملی

(بقیہ سلسلہ صفحہ اول)

خارجہ زیر بحث ہے۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لئے مغرب کی طرف سے پیش قدمی ہونی چاہئے۔

(نامہ نگار اکنامسٹ۔ لندن)

# حکومت جاگیروں کو اپنی نگرانی میں لے رہی ہے

حکومت حیدرآباد ریاست کی تمام جاگیروں کے نظم و نسق کو فوراً ہی اپنی نگرانی میں لینے والی ہے۔

اس مقصد کے لئے ایک دستور العمل جو دستور العمل انضمام جاگیرات حیدرآباد کے نام سے موسوم ہے، آج نافذ کیا گیا ہے جو اصلاحات کے تاریخی پروگرام میں جو اس سال کے اوائل میں صرف خاص کے دیوانی میں انضمام کے ساتھ شروع کیا گیا تھا، دوسرا اقدام ہے۔

اس دستور العمل کی رو سے جاگیرداروں اور حصہ داروں کو گزارے کے لئے کچھ درمیانی الاؤنس دیا جائے گا۔ معاوضے کے مسئلہ کو مستقبل قریب میں غور و خوض کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے۔ جاگیروں کی دیوانی میں پوری طرح جذب ہو جانے تک ان کے نظم و نسق کو چلانے کے لئے ہزہائی نس حضور نظام ایک جاگیر ایڈمنسٹریٹر اور ایک مددگار جاگیر ایڈمنسٹریٹر کا تقرر فرمائیں گے۔ عطیات کے اختیارات عدالت ہائے دیوانی کے سپرد کئے جائیں گے۔ ہر جاگیر کے حسابات علیحدہ رکھے جائیں گے۔ نظم و نسق کے اخراجات کی پابجائی کے لئے ہر جاگیر کی مجموعی آمدنی کا (۲۵) فیصد سے لے کر (۵۰) فیصد تک حکومت حاصل کرے گی۔ جس کا انحصار جاگیر کی آمدنی پر ہوگا۔ گزارے اور دوسری مدات کے تحت وضعات عمل میں آنے کے بعد آمدنی کا بقیہ حصہ جاگیرداروں اور حصہ داروں میں موجودہ قانون کے تحت تقسیم کر دیا جائے گا جس کی حیثیت گزارے کے درمیانی الاؤنس کی سی ہوگی اور یہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ معاوضہ کی ادائی کی شرائط کا تعین نہ ہو جائے۔ جو جاگیریں مندروں، مسجدوں اور مذہبی اور عوامی اغراض کیلئے قائم شدہ دوسرے اداروں کو عطا ہوئی ہیں، ان کی آمدنی سے حکومت کو ادا کی جانے والی رقم آمدنی کے دس فی صد سے زیادہ نہ ہو سکے گی اور بقیہ آمدنی اصلی کے حسب خواہش یا رواج اور عمل درآمد کے مطابق متعلقہ اداروں کو ان کے مصارف کیلئے مرحمت کی جائے گی۔

کسی جاگیردار یا حصہ دار کی شخصی جائداد یا اس کی ذاتی رہائشی مکانات کو ہاتھ نہیں لگایا جائے گا۔ ذاتی اراضی کے متعلق جاگیرداروں کے دعووں کے تصفیہ کے لئے جاگیر ایڈمنسٹریٹر کو یہ اختیارات عطا کئے گئے ہیں کہ وہ اراضی کے رقبہ اور حدود کا تعین کرے اگرچہ قدرتاً اس معاملہ کے تصفیہ میں زرعی اصلاحات کمیٹی کی سفارشوں کو، اگر کوئی ہوں، زیر غور لایا جائے گا۔ اس دستور العمل کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ عطیات کے قواعد کے تحت جو اختیارات مختلف عہدہ دار استعمال کیا کرتے تھے وہ عدالت ہائے دیوانی کے سپرد کر دیئے گئے ہیں۔ دستور العمل کی رو سے کسی جاگیردار یا حصہ دار کی وراثت اس کے شخصی قانون کے تحت منتقل ہوگی اور وراثت اور اسی قبیل کے دوسرے جھگڑے ان عدالت ہائے دیوانی میں پیش ہوں گے جنہیں ان معاملات میں اختیار سماعت حاصل ہو۔ جو لوگ اس وقت جاگیروں کی ملازمت میں ہیں ان میں سے موزوں افراد کو سرکاری ملازمت میں جذب کر لیا جائے گا۔ اور ساتھ ہی سابق ملازمین جاگیر کو وظیفہ، معاوضے کے الاؤنس یا انعام دئے جائیں گے اگر وہ اس کے مستحق ہوں۔

## پس منظر

حیدرآباد کی جاگیروں کا رقبہ (۲۵۶۰۰) مربع میل یا ریاست کے کل رقبہ کا ۹ء۲۰ فیصد ہے اور یہ جاگیریں (۶۵۳۵) دیہات پر مشتمل ہیں جو ریاست کے کل دیہات کا ۵ء۲۹ فیصد ہے۔ مستثنیٰ کے سوا جاگیری مواضعات کہیں بھی ایک خطہ واقع نہیں ہیں۔ جاگیروں کی سالانہ آمدنی ایک چھوٹے سے مقطعہ کے (۵۰۰) روپیہ سے لیکر ایک بڑی پائیگاہ کے (۲۵۰۰۰۰۰) روپیہ تک پہنچتی ہے۔ ان کی آمدنی کے بڑے ذریعے مال گزاری کا لگان اور آبکاری کے محاصل ہیں۔ تقریباً تمام بڑی جاگیروں میں ان کا اپنا نظم و نسق، چھوٹے سے پیمانہ پر موجود ہے جو مختلف محکموں پر مشتمل ہے۔ تمام جاگیروں میں محاصل کی وصولی جاگیردار کی خاص ذمہ داری ہے۔

ان حالات کا نتیجہ یہ ہے کہ مختلف جاگیروں میں نظم و نسق کے معیار میں قابل لحاظ فرق پیدا ہو گیا ہے۔ اس نئے انتظام سے، جس کا مقصد جاگیروں کے نظم و نسق کے معیار کو اونچا کرنا اور رعایا کے لئے آسائش فراہم کرنا ہے، حیدرآباد کے کسانوں کو جاگیری نظام کی زمینداری سے نجات دلانے کا کام پورا ہو جاتا ہے۔ اس اقدام سے، جس کے نتائج دور رس ہونگے ریاست کے تمام علاقوں میں ایک ہی انتظام قائم ہو جائے گا۔ ایسا انتظام جس کا نصب العین عوام کی فلاح و بہبود ہے۔

# یورپ خطرناک تباہی سے دوچار ہے؟

## بارہ اقوام کی مجلس کو انتباہ

اسٹراسبرگ ۱۶ اگست: آج یہاں جب کہ پہلی مرتبہ بارہ اقوام کی مجلس کا انعقاد ہوا تو سب سے پہلے اس کو ایک انتباہ سے نشانہ بنایا گیا کہ یورپ کو دو تین سال کے اندر معاشی اتحاد کی ایک بنیاد قائم کرنا چاہئے ورنہ اسے خطرناک تباہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ انتباہ ایم آندری فلپ فرانس کے ایک سوشلسٹ ماہر معاشیات نے دیا ہے اور اعلان کیا تھا کہ یورپ اب تک ایک ایسے دور میں داخل ہو گیا ہے جس کے دوران میں وہ بین قومی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس وقت یورپ صرف نئی صنعتوں کو قائم کر کے یا قدیم صنعتوں کو ترقی دے کر باقی رہ سکتا ہے۔ موجودہ عہد اور ۱۹۵۲ء کی درمیانی مدت کے دوران میں ہم کو یورپ میں ایک نئے معاشی توازن کو قائم کرنے کی کوشش کرنا چاہئے کیونکہ اس وقت تک مارشل امداد بند ہو جائیگی۔

مسٹر ونسٹن چرچل نے اس اجلاس کے اراکین سے درخواست کی تھی کہ وہ یورپی ممالک کے مزید اتحاد کی خاطر یورپ کے سیاسی ڈھانچہ میں ضروری تبدیلیاں کرنے کے مسئلہ پر غور کریں۔ جب ان کی اس تحریک پر بحث و مباحثہ شروع ہوا تو (۱۰۱) نمائندوں میں اختلاف آرا پیدا ہو گیا۔ ایک مکتب خیال تدریجی تبدیلیاں کرنے کا حامی تھا تو دوسرا تیز اقدام کی تائید میں نظر آتا تھا۔

مسٹر فلپ نے ایک ایسے بین قومی معاشی ادارہ کو قائم کرنے کی تجویز پیش کی جس کو ایک اکثریت آرا کے ساتھ فیصلے صادر کرنے کے کامل اختیارات حاصل ہوں۔ بحث و مباحثہ پیر اجلاس تک جاری رہے گا۔

## ہندوستان دنیا کی ترقی میں مدد دیگا

لندن۔ ۱۵ اگسٹ۔ مسٹر ہیکٹر میکنیل نائب وزیر امور خارجہ برطانیہ نے آج رات میں اعلان کیا ہے کہ ہندوستان بڑا کام سرانجام دیگا۔ اس میں برطانیہ ایک دولت مند دوست کی طرح نہیں لیکن میرا ایقان ہے کہ وہ سب سے زیادہ پرخلوص اور قریبی دوست کی حیثیت سے ہندوستان کا ساتھ دے گا۔ مسٹر میکنیل نے یہ تقریر لندن کے ایک جلسہ عام کو مخاطب کرتے ہوئے کی جو یوم آزادی کی تقریب میں انڈیا لیگ کے زیر اہتمام منعقد کیا گیا تھا۔ اسی تقریب پر چیکر سلا کیر اور حبش کے سفراء عظیم برطانیہ اور ہندوستانی ہائی کمشنر برطانیہ مسٹر کرشنا منن بھی موجود تھے۔ اپنا سلسلہ خطاب جاری رکھتے ہوئے مسٹر میکنیل نے کہا کہ یہ انگریزوں ہی کا حق تھا کہ انہوں نے اپنے رعایا تقریباً (۳۰۰) کروڑ عوام کو نہ صرف ایک نظم اور باقاعدہ طریقے سے آزادی دی بلکہ اس مقصد کے حصول میں ان کی امداد بھی کی۔ ہندوستان کو اہم مسئلہ اس کی تعمیر کا تھا چنانچہ اس نے اپنے مقصد کا کافی حصہ حاصل بھی کر لیا ہے۔ ہندوستان بلاشبہ بعض ایسے امور سرانجام دے گا جو سارے عالم کی ترقی کے موجب ہوں گے ان میں سے ایک امر ایک دستوری جمہوریت کی تشکیل ہے جس کو قائم کرنے کا اس نے عہد کیا ہے چنانچہ دو سال تک وہ اس راہ پر کافی دور تک گامزن بھی ہو چکا ہے۔

(پ۔ ٹ۔ ا۔ رائٹر)

---

## اعلان

عوام اور خصوصاً باہر سے بلدہ آنے والے اشخاص اصرار کرتے ہیں کہ جس روز راشن کارڈ کے لئے وارڈ میں درخواست پیش کریں۔ اسی دن ان کو راشن کارڈ اجراء کر دیا جائے۔ یہ معروضہ ناممکن ہے بلکہ خلاف قواعد راشن بندی بھی ہے۔ افسران متعلقہ کو کارڈ اجراء کرنے سے قبل حسب ضابطہ ضروری استفسارات و تنقیح کرنی ہوتی ہے۔ جس کی تکمیل فوری ناممکن ہے۔ اپنی سہولت کی غرض سے باہر سے آنے والے اشخاص اپنے ساتھ تین روز کا راشن لا سکتے ہیں۔ فقط۔ ناظم راشن بندی۔

---

# گھریلو صنعتوں کی پیداوار کے نکاس کا ذریعہ

## سرکاری فروخت گاہ مصنوعات ملکی

حکومت حیدرآباد کے نزدیک عرصہ سے یہ مسلمہ امر ہے کہ چھوٹی صنعتیں اور گھریلو صنعتیں ان کی اہمیت کے مدنظر قصباتی معاشی استحکام کا ایک لازمی ذریعہ ہیں۔ قدیم گھریلو صنعتوں کو زندہ کرنے اور نئی صنعتوں کو جاری کرنے جو اقدامات کئے گئے ان کے منجملہ فروخت گاہ مصنوعات ملکی کا قیام ایک فیصلہ کن اقدام ہے۔ یہ فروخت گاہ بیس سال کے عرصہ سے قائم ہے جو اپنے مقصد کے لحاظ سے قصبات کے غیر منظم دست کاروں اور شہر کے صارفین کے درمیان ایک معاشی رابطہ ہے اور عملاً مارکٹ ہے گھریلو صنعتوں کی پیداوار کی فروخت کے لئے اور نیز ایسی تنظیم ہے جو کاریگروں کے نقطۂ نظر سے مارکٹ کا بغور مطالعہ کرتی رہتی ہے اور کاریگروں کو فیشن اور ذوق کی تبدیلیوں سے باخبر رکھتی ہے جو اس قدر تغیر پذیر ہوتے ہیں کہ ان سے بطور خود ان پڑھ کاریگروں کا واقف رہنا دشوار ہے۔

یہ فروخت گاہ اسٹیٹ کے ہزاروں خستہ حال گھروں کی پیداوار کو اندرون اور بیرون ملک منعقد ہونے والے میلے اور نمائشوں کے واسطہ سے دنیا کے خریدار عوام کے سامنے پیش کرتی ہے۔ فروخت گاہ کا کام یہ بھی ہے کہ تشہیر کے ذریعہ ان مصنوعات کی مانگ میں شدت پیدا کرے اور اس طرح صنعتوں کے لئے ترقی کا راستہ نکالے جو مشین سے بنے ہوئے سامان کی ارزانی سے مقابلہ نہ کر سکنے کی وجہ سے تنزل پذیر ہوں۔

ہر ضلع میں محکمہ تجارت و صنعت و حرفت سے مہتمم مقرر ہیں جن کا کام اضلاع میں صنعتوں کی ترقی اور ترقی میں مدد دینا ہے۔ ان مہتمم صاحبین کے واسطہ سے فروخت گاہ مصنوعات ملکی قصباتی صناعوں اور کاریگروں سے جو دور دور منتشر ہیں اپنا ربط ہمیشہ قائم رکھتی ہے۔

فروخت گاہ مصنوعات ملکی مال خام کی سربراہی میں اور نئے ڈزائن اور جدید نمونوں کی فراہمی اور مشوروں سے بھی صناعوں اور کاریگروں کی مدد کرتی ہے اور صاحب ذوق خواہش مندوں کی خاص خاص فرمائشات حاصل کر کے جو مخصوص ڈزائن اور نمونہ چاہتے ہیں، یہ غرض تکمیل صناعوں اور کاریگروں کے پاس روانہ کر دیا کرتی ہے۔

فروخت گاہ مصنوعات ملکی کی کارکردگی سے جن گھریلو صنعتوں کو فائدہ پہنچا ہے ان میں خاص طور پر قابل بیدری کا کام، کریم نگر کا چاندی کا کام، لچی صنعت کے قورپلو فرش کے کھلونے، ورنگل کے قالین اونی میز پوش و فرش اور پلوش، اسٹیٹ کے مختلف مقامات میں ہاتھ سے بنے ہوئے سوتی و ریشمی کپڑے اور دیگر مختلف اشیاء مثلاً سینگھ کا سامان، چرمی سامان، ہمرو، مشروع، ٹین کی چیزیں، روغنی سامان، چرمی اور مٹی کے کھلونے ہیں۔

فروخت گاہ مصنوعات ملکی ہی میں روزانہ پانچ سوا دو ہزار روپیہ کے درمیان بکری ہوتی ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ قصباتی صناع اور کاریگر فروخت گاہ کے واسطہ اور مدد سے سالانہ دو تین لاکھ روپیہ کماتے ہیں فروخت گاہ کے کاروبار میں مجوزہ وسعت اور دہلی کی مرکزی فروخت گاہ سے اس کا حالیہ ربط، حیدرآباد کے صناع و کاریگر کے لئے بہتر وسیع تر امداد اور زیادہ تر روزگار کی فراہمی کا خوش آیند مژدہ ہے۔

---

مطبوعہ دی کوارٹر پریس لمیٹڈ میں چھپ کر دفتر ملکت سے شائع ہو۔